بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزارہا سال کے قدیم ترین تاریخی وثائق قرآن کی روشنی میں

(حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن)

تمام دینی نوشتے جو خالق کی طرف منسوب تھے ان سب کو اساطیر الاولین (ڈربھیوں کی کہانیاں) یا میتھالوجی ٹھہرا کر عصر بے باکی و گستاخی یورپ نے علم کی جدید الحادی نشارۃ میں اس دعوے کی بدبو سے سارے عالم کو متعفن بنا رکھا تھا کہ مذہب اور دین کے سلسلے میں بنی آدم کا ابتدائی دین شرک تھا سمجھا یا جاتا تھا کہ کم عقلی کی وجہ سے ہر ایسی چیز جس سے ہیبت و دہشت کے آثار پیدا ہوتے تھے یا جنھیں دیکھ کر لوگ اچنبھے میں مبتلا ہو جاتے تھے فطرت کے ان ہی مظاہر کے سامنے آدم کی ناتراشیدہ عقل نے سر جھکا دیا۔ بجلی۔ بادل۔ سورج۔ چاند۔ سانپ۔ ہاتھی۔ سانڈ وغیرہ چیزوں کی پوجا کے متعلق ہر بڑی چھوٹی کتاب خواہ کسی فن اور علم میں لکھی گئی ہو اپنی اس لسانی توجیہ کے تذکرے کو مغربی و مستغرب مصنفین نے ایک قسم کا پیشہ بنا لیا تھا اور شاید کچھ لوگ اب تک بنائے ہوئے ہیں۔

لہ یہ ایک شخصی اصطلاح ہے مطلب یہ ہے کہ ماضی کے ایسے حوادث و واقعات جن کے متعلق صحیح مواد ہمارے پاس نہ ہو۔ جہل کا اقرار و اعتراف بھی صحیح علمی طریقہ ان امور کے متعلق ہو سکتا ہے مگر وسوسہ کی خارشت سے مجبور ہو کر بعض لوگ کچھ نہ کچھ رائے ان کے متعلق قائم کر لینا ضروری سمجھتے ہیں ورنہ اپنی ذہنی کھلاہٹ سے سکون کی کوئی صورت ان کی سمجھ میں نہیں آتی آسان راستہ اس سلسلے میں یہی ہے کہ تان اُدھر کر پلنگ پر دراز ہو جاتے ہیں اور وسواسی تک بندیوں سے کام لے کر کوئی رائے قائم کرنے ماضی ہی نہیں بلکہ مستقبل کے متعلق بھی نتائج اور آراء

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

باور کرایا جاتا تھا کہ مشرک انسان عقلی ارتقاء کے ساتھ ساتھ اپنے معبودوں کو بھی بدلتا چلا گیا تا آنکہ آخری نقطہ جہاں تک پرانی دنیا کی عقل پہنچ سکی تھی "خدائے واحد" کا تخیل تھا، حاصل یہی ہوا کہ توحید عہد قدیم کے عقلی ارتقاء کا نتیجہ ہے اور اب جدید دور میں انسانی عقل ترقی کے جس زینے پر پہنچ چکی ہے اس نے اس "ایک خدا" کی ضرورت کے خیال کو بھی ختم کر دیا اس آخری حاصل کو سطروں میں تو جگہ نہیں دی جاتی تھی لیکن جو طریقہ بیان اس مسئلہ میں اختیار کیا گیا تھا اور جس معصومانہ سادگی اور خالص علمی لب و لہجہ میں شرک کے پیٹ سے توحید کو نکالنے کی کوشش کی جاتی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر آدمی کا ذہن "انکار خدا" کے نقطہ پر پھسل کر خود پہنچ جائے گویا بجائے "سطور" کے دل کی بات "بین السطور" میں بڑے احتیاط کے ساتھ کھپانے والے کھپا دیا کرتے تھے انیسویں صدی کے عام ادبیات میں اس عجیب و غریب مسئلہ کو کچھ ایسے شاطرانہ طریقہ سے سان دیا گیا تھا کہ بڑے بڑے دینداروں مذہب کے علمبرداروں تک کو بھی اسٹیج ہی نہیں بلکہ ممبروں سے بھی دیکھا جاتا تھا کہ "دین کی تشریح" اسی راہ سے کر رہے ہیں حیرت ہوتی تھی کہ آدم و حوا کا قصہ جو کم از کم سامی مذاہب کا ایک عام مشترک قصہ تھا اس قصے میں انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کا سامی مذاہب کی تمام کتابوں میں جن خصوصیتوں کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے ان کو مانتے ہوئے لوگوں کے دل میں یہ بات کیسے جاتی تھی کہ ہمارے باپ دادوں نے شرک سے شروع کر کے توحید کو اپنا دین بنایا ہے جس آدم اور حوا کے حالات سے بھی آسمانی کتابوں میں روشناس کرایا گیا ہے وہ اتنے گئے گذرے نہیں معلوم

(بقیہ سلسلہ صفحہ گذشتہ) جن کا چرچا عوام میں پھیلا ہوا ہوتا ہے تحلیل و تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر لحاقیاتی مقدمات ہی سے ان نتائج و آراء کے استنباط میں کام لیا گیا ہے۔ ۱۲

ہوتے کہ سانپ۔ بچھو۔ آگ اور پانی۔ بجلی اور بادل جیسی چیزوں کو پوجتے ہوں۔

بہرحال یہ قصہ تو بڑا طویل ہے بلکہ اب تو ایک حد تک پارینہ کہانی ہو چکا ہے، خود یورپ کے علمی طبقوں میں اس "لحاقی نظریہ" کا کافی مضحکہ اڑایا جا چکا ہے حال ہی کی ایک مطبوعہ کتاب (The Bibel came alive) میں مسٹر مارسٹن نے اس لغو دعوے کی تردید کرتے ہوئے کہ توحید کا عقیدہ شرک سے پیدا ہوا ہے قدیم اقوام کی تاریخ کے مستند عالم مسٹر لانگڈن کے حوالے سے ان کے یہ فقرے نقل کئے ہیں کہ

"مذہب کی تاریخ کی یہ غلط تعبیر ہے کہ شرک ادنیٰ قسم کی تہذیب سے تعلق رکھتا ہے۔"

بلکہ اس کے برخلاف واقعہ یہ ہے کہ

"نسل انسانی کی قدیم ترین مذہب کی تاریخ توحید سے آخری درجہ تک کے شرک اور بدروحوں کے اعتقاد کی طرف ایک تیز رو پرواز ہے۔"

لانگڈن نے مختلف مشرکانہ تمدن و تہذیب کا حوالہ دیتے ہوئے آخر میں لکھا ہے کہ

"درحقیقت شرک بہترین قسم کی تہذیب اور تمدن کی پیداوار ہے۔"

ان کا خیال ہے کہ شرک سے توحید نہیں پیدا ہوئی بلکہ

"توحید ہی سے شرک نے جنم لیا اور توحید ہی کی اسی شرح و توجیہ سے شرک پیدا ہوا جو غلط طریقہ پر کی گئی۔" دیکھو کتاب مذکور ص۱۵۲

دور کیوں جائیے خود مسلمانوں کی تاریخ ہی لانگڈن بے چارے کے دعوے تصدیق کے لئے کافی ہے وہ سارے شرکی کاروبار جن کا رواج مختلف شکلوں میں مسلمانوں میں وقتاً فوقتاً ہوتا رہا کیا یہ سب کچھ اسی زمانے کی یادگار نہیں ہے جب تمدن تہذیب کی آخری ارتقائی مینار پر چڑھ کر مسلمان دنیا کی ساری قوموں کے مقابلہ میں سربلند

ہو چکے تھے۔

بہرحال اس وقت اس خاص مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے میں نے قلم نہیں اٹھایا ہے یہ تو ایک تمہیدی گفتگو تھی اس مختصر سے مضمون میں جس چیز کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ چند دل چسپ قدیم تاریخی وثائق ہیں، جن کا عنوان میں ذکر کیا گیا ہے۔

مصری تمدن و تہذیب کہئے یا فرعونی ہیکڑی اسی سے اپنے شجرۂ نسب کو ملاتے ہوتے یورپ کے عام مورخین اگرچہ مصری کو تہذیب کا قدیم گہوارہ قرار دیتے ہیں لیکن بائبل ہی نہیں بلکہ قرآن نے بھی جس ترتیب کے ساتھ پیغمبروں کا اور ان قوموں کا ذکر کیا ہے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے اس ترتیب کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو انسانیت کی تاریخ کا وہ دور جس کی تعبیر

"دجیلی تمدن"

سے ہم کرسکتے ہیں یعنی دجلہ و فرات کے درمیانی علاقے سے شروع ہوکر عرب کے جنوب میں عادی تمدن، اور شمال کے ثمودی تمدن ان کے سوا اسی کے آس پاس کے علاقوں سے گذرتے ہوئے بالآخر اس قدیم عہد کا اختتام دریائے نیل کے کنارے اس طوفانی جوش و خروش پر ہوا جسے فراعنہ کے اہرامی تمدن کا نام دیا جاسکتا ہے دجلہ اور نیل کے درمیان کا یہی علاقہ انسانی کمالات کی نشوونما اور ان کے آثار و نتائج کے ظہور کی آماجگاہ زمانہ دراز تک بنا رہا ہے اگرچہ قوموں پر پیرانہ سالی کا جو شوق اس زمانہ میں عموماً مسلط ہے ہر قوم یہی چاہتی ہے کہ دنیا کی قوموں میں ماننے والے اسی کو سب سے زیادہ بوڑھی قوم مان لیں۔ یہ اور بات ہے لیکن جن حقائق و واقعات تک تاریخ کی رسائی اب تک ممکن ہو سکی ہے ان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے اور جس خطے میں بھی تہذیبی اور

تمدنی ترقیاں رونما ہوئی ہیں۔ ان سب کا زمانہ اسی قدیم دنیا کے بعد ہے بہر حال اور کچھ مانا جاتے یا نہ مانا جائے۔ . . . . لیکن مصریوں کے تمدن کی غیر معمولی قدامت کا انکار نہیں کیا جا سکتا یہی ایک ایسی سرزمین ہے کہ چار چار پانچ پانچ ہزار کے تحریری وثائق اس کے پیٹ سے آج بھی برآمد ہو رہے ہیں، یورپ کے اہل علم کا یہ احسان ہے کہ انھوں نے ان قدیم تاریخی وثیقوں کے پڑھنے کو ممکن بنا دیا۔[1] حال میں مصر کے ایک قبطی فاضل "انطرن زکری" نے ان ہی پرانے تاریخی وثیقوں میں سے چند خاص وثائق کا یورپین زبان کے ترجموں کی مدد سے عربی میں بھی ترجمہ شائع کیا ہے، مصری حکومت کے "متحف" یعنی میوزیم سے مترجم کا چونکہ تعلق ہے اس لئے اہم چیزوں تک رسائی ان کے لئے آسان تھی، اس کتاب میں مصر کے پرانے تراشیدہ مجسموں کی بھی بہت سی تصویریں شریک ہیں قدیم مصری تمدن کے سمجھنے کے لیے یہ کتاب مفید معلومات پر مشتمل ہے۔

مری خاص دلچسپی کی چیز اس کتاب میں ان تاریخی وثیقوں کے بعض خاص فقرے

---

[1] "ممکن بنا دیا ہے" یہ اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ "ہیروغلیفی" یا "ہیروطیقی" حروف کے پڑھنے کا جو طریقہ مغربی فاضلوں نے نکال لیا ہے اب اس کے متعلق تو شک وشبہ کی گنجائش کم ہی رہ گئی ہے لیکن پڑھ لینے کے بعد نتائج جو ان سے پیدا کئے جاتے ہیں ان نتائج کے متعلق بے تکایا ایمان لانے کی بدعادت ہم مشرقیوں میں جو پھیل گئی ہے ضرورت ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے مگر یہ اسی وقت ممکن ہے کہ ان حروف کے پڑھنے کا سلیقہ ہم خود اپنے اندر پیدا کریں ورنہ اندھی تقلید پر ہمارا جہل خود ہمیں مجبور کرتا رہے گا لوگوں کا یہ خیال کہ اس قسم کے پرانے حروف کا پڑھنا کوئی جدید اقدام ہے صحیح نہیں ہے فتوحات مکیہ میں شیخ ابن عربی نے اہرام کی بعض عبارتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پڑھنے والوں نے اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے دفینہ طلبی کا خبط جیسا کہ ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے مصریوں پر زمانے سے مسلط ہے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اور مشتملات ہیں، ان ہی کو اس وقت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

یہ مصر کے پرانے کاغذ جسے "اوراق بردیہ" کہتے ہیں اسی میں لکھے ہوئے وثائق مختلف اوقات میں لوگوں کو ملے ہیں جن میں پہلا وثیقہ تو وہ ہے، جو بردی کے کاغذ کے اٹھارہ صفحات پر لکھا ہوا ہے قدیم فرعونی شہر طیبہ جسے آج کل الاقصر کہتے ہیں اسی کے قریب ایک مقبرے میں کسی مصری کسان کو یہ اوراق اس وقت ملے جب وہ اس مقبرے کی زمین کھود رہا تھا آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے ایک فرانسیسی فاضل نے ۱۸۴۷ء میں ان اوراق کو شائع کیا اس فرانسیسی فاضل کا نام (Prisse d'Avenne) پریس دادون تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ سرخ اور سیاہ روشنائی سے یہ مصری مخطوطہ لکھا ہوا تھا، مصر کے دو پرانے حکیم جن میں ایک کا نام قاق منا۔ اور دوسرے کا نام فتاح حتب تھا ان ہی دونوں کے وہ فقرے بتائے ہوئے ہیں جو ان اوراق میں درج تھے۔ مصری تاریخ کے محققین نے حساب کرکے اندازہ لگایا ہے کہ کم از کم پانچ ہزار سال قبل مسیح کی یہ کتاب ہے اسی لیے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دنیا کے کتب خانوں میں جتنی کتابیں اس وقت پائی جاتی ہیں ان میں سب سے قدیم ترین کتاب یہی مصری مخطوطہ قرار پا سکتا ہے۔ اس مخطوطہ کا قدیم مصری زبان سے یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا شابس (Chabas) اور ویری (Virey) نے فرانسیسی زبان میں لوتھ (Loth) نے لاطینی میں جرمنی میں بروکش پاشا نے اور انگریزی میں گن (Gunn) نے اس کو منتقل کیا۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ گذشتہ) خبط میں ان حروف کے پڑھنے سے ان کو باز رکھا ہوگا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ گو یورپ بھی بہ ظاہر علم کے نام سے اس کام کو کرتا ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ پرانے دفائن و خزائن کی کوشش کو ان کی ان کوششوں میں دخل نہیں ہے۔ (۱) انگریزی میں "پیپرس" کاغذ کو اسی لیے کہتے ہیں کہ مصر کے "اوراق بردیہ" ایک خاص قسم کے پودے کے گودے سے بنائے جاتے تھے۔ جس کا نام پاپیرس تھا۔

دوسرا مخطوطہ اسی سلسلہ کا وہ ہے جس کا زمانہ تین ہزار تین سو سال قبل مسیح متعین کیا گیا ہے یہ بھی الاقصر (طیبہ) ہی کے کھنڈروں کے پاس اس مقام میں ملا جسے دیر بحری کہتے ہیں، یہ مصر کے ایک کاہن آنی نامی کی طرف منسوب ہے، کہتے ہیں کہ اپنے شاگرد خون سو حتب نامی کو خطاب کر کے حکیم آنی نے یہ نصیحتیں کی تھیں اس مخطوطہ کا ترجمہ بھی فرانسیسی زبان میں شاباس نے اور دی روجیہ نے جرمنی میں ارمن نے انگریزی میں پروفیسر ماس بر و نے کیا ہے۔

تیسرا مخطوطہ آمن ہیت من کا ان حت کی طرف منسوب ہے، کہتے ہیں کہ قدیم مصر کا زبردست ادیب تھا، تین ہزار سال قبل مسیح سمجھا جاتا ہے کہ یہ مصری تصنیف مرتب ہوئی، مسٹر بڈگ (Budge) نے انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

بردی کے اوراق پر ایک اور مخطوطہ بھی مصری آثار کے محققین کو ملا ہے لیکن صحیح تخمینہ اس عہد کا نہ ہو سکا، تاہم قدامت میں اس کے بھی شبہ نہیں ہے۔ دیموطیقی حروف سے مختلف مغربی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

انطون زکری کے عربی تراجم سے مصر کے ان قدیم مخطوطات کے بعض فقروں کا ترجمہ میں یہاں درج کرتا ہوں، پہلے ان کو پڑھ لیجئے۔

(۱) سیدھی راہ چلو، نہ ہو کہ تم پر اللہ کا غصہ ٹوٹ پڑے۔

(۲) جھگڑنے میں ہٹ دھرمی سے پرہیز کیجیو، ورنہ خدا کی سزا کے مستحق بن جاؤگے

(۳) لوگوں کے دلوں میں دہشت نہ ڈالو، ورنہ خدا اپنے انتقام کی لاٹھی سے تمہیں پیٹے گا۔

(۴) ظلم اور زیادتی کے ذریعہ سے جس دولت کو کما کر تم جینا چاہتے ہو اور اسی

کے بل بوتے پر اگر امیر بننے کی تم کوشش کرو گے، تو خدا تمہاری نعمت تم سے چھین لے گا اور تم کو کنگال بے نوا بنا چھوڑے گا۔

(۵) خدا جسے چاہتا ہے آبرو اور عزت بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے رسوا اور ذلیل کرتا ہے کیونکہ اسی کے ہاتھ سارے امور کی کنجیاں ہیں، خدا کے ارادے کا مقابلہ بے سود اور لاحاصل ہے۔

(۶) اگر تم دانش مند آدمی ہو تو چاہیے کہ اپنے بیٹے کی پرورش اس ڈھنگ سے کرو جس سے خدا خوش ہو۔

(۷) خلقت کا سارا کاروبار اس خدا کے ہاتھ میں ہے جو اپنی مخلوق کو چاہتا ہے

(۸) پستی کے بعد جب بلندی تمہیں میسر آئے، اور محتاجی کے بعد سرمایہ ہاتھ لگے تو جن لوگوں کے حقوق تمہارے مال میں ہیں ان کو محروم کر کے اس سرمایہ کو جمع کرنے کی کوشش نہ کیجیو کیونکہ اللہ کی نعمتوں کے تم امین ہو اور امین کا فرض ہے کہ جو امانت اُسے سونپی جاتے اسے ادا کرے۔

(۹) دینی قاعدے (شرائع) اور قوانین کی خلاف ورزی کرنے والا بدترین سزا سے دوچار ہوگا۔

(۱۰) زانی کا مال صرف برباد ہونے کے لئے ہے، ہر زانی خدا کے اور لوگوں کے غصہ کا شکار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ شریعت کا مخالف ہے اور فطرت کے قوانین کا بھی

(۱۱) خدا سے نزدیکی چاہتے ہو، تو اعمال و کردار میں چاہیے کہ خدا کے لیۓ اپنے آپ کو مخلص بنالو بندگی واقعی تمہاری یہی ہے اس کو جانچتے رہو تب خدا کی رحمت تمہارے شامل حال ہو جائے گی، اور اپنی چشمِ عنایت سے تم کو وہ دیکھنے لگے گا کیونکہ خدا کی بندگی

میں جو سستی سے کام لیتے ہیں ان ہی کو وہ چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۲) تیرا پروردگار جن باتوں سے ناراض ہوتا ہو، ان کو لے کر اس کے سامنے نہ جا اور اس کی بادشاہت کے بھیدوں کے ٹٹول میں نہ پڑ اکر کیونکہ عقلی پرواز کے حدود سے وہ باہر ہیں چاہئے کہ اللہ کی وصیتوں اور فرمانوں کو اچھی طرح یاد رکھا کرو وہ ان ہی کو اونچا کرتا ہے جو اس کی برتری کا اقرار کرتے ہیں۔

(۱۳) تہواروں کے دن خدا کے گھر میں شور و غل نہ مچاؤ اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر مخلص دل اور پست آواز کے ساتھ دعا کیا کرو۔ دعا کے قبول ہونے کی توقع ایسی صورت میں زیادہ ہوتی ہے۔

(۱۴) تم سے جب کوئی مشورہ چاہے تو کتب منزلہ (یعنی خدا کی اتاری ہوئی کتابوں) کے مطابق اس کو مشورہ دیا کرو۔

(۱۵) جھوٹی تہمت جس پر جوڑی جائے اس کو چاہئے کہ اس ظلم کو خدا کے سامنے پیش کردے سچی بات کے ظاہر کرنے اور جھوٹ کے مٹانے کا خدا ضامن ہے۔

(۱۶) سب سے بڑا آدمی وہی ہے جو حق اور سچائی کی راہوں پر گامزن ہے اور سیدھی راہ (صراط مستقیم) پر چلا جارہا ہے۔

(۱۷) پاپی آدمی دوسری زندگی میں آگ (دوزخ) سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔

(۱۸) انصاف کے حدود اٹل ہیں بدل نہیں سکتے۔

(۱۹) قناعت کامیاب زندگی کی واحد ضمانت ہے اور ہر قسم کی بھلائیوں اور نیکیوں کا سرچشمہ بھی وہی ہے۔

(۲۰) زندگی کی لذتوں کو وہ کھو بیٹھے گا جو اپنے آپ کو دنیا کے مشکلات ہی میں

اٹھاکر سارا وقت ان ہی کے نذر کر رہا ہے۔

(۲۱) نیکیوں اور خدا کی حمد و ستائش اور اس کے آگے سجدہ ریزیوں ہی سے دلوں کے پاک کرنے میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

(۲۲) استوار اور محکم بنیاد پر اپنی زندگی کی تعمیر کو چاہیئے کہ کھڑی کرو، اور کسی بلند مقصد کو سامنے رکھ کر آگے بڑھو اسی طریقہ سے پیری کی اس منزل تک پہنچ سکتے ہو جو تعریف کی مستحق ہو، اور آخرت (دوسری زندگی) میں بھی کسی جگہ کے بنا لینے میں اسی طریقہ سے تم کامیاب ہو سکتے ہو (یاد رکھو) کہ ابرار اور نیک لوگوں کو موت کی کش مکش اور اس کی سکرات پریشان نہیں کر سکتی۔

(۲۳) لوگوں کی برائیوں کے ذکر سے اپنی زبان کو پاک رکھنے کی کوشش کرو (یاد رکھو) کہ ساری برائیوں کی جڑ زبان ہی ہے بات کرنے میں اس کا لحاظ رکھا کرو کہ زبان سے اچھی باتیں نکلیں اور بری باتوں سے بچتے رہو کیونکہ قیامت کے دن ہر وہ بات جو تمہاری زبان سے نکلی ہے تم اس سے پوچھے جاؤ گے۔

(۲۴) اپنے والدین کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرتے رہنا، اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان باتوں کو اختیار کرنا چاہیئے جو اُن کے لئے بھلی ہوں، والدین کے ساتھ حسن سلوک نفع پہنچانے والے کاموں میں سب سے اچھا کام ہے اس کے قبول ہونے کی امید کرنی چاہیئے، تم والدین کے ساتھ اچھا سلوک جب کرو گے تو تمہاری اولاد بھی یہی برتاؤ تمہارے ساتھ کرے گی۔

(۲۵) ماں کو خدا نے تمہارے لئے مسخر فرما دیا، پیٹ میں رکھنے اور جننے دودھ پلانے میں تین سال تک وہ ہر طرح کی سختیوں کو برداشت کرتی ہے اور کڑیاں

جھیل جھیل کر تمہیں پالتی ہے تمہاری گندگیوں سے اسے گھن نہیں آتی اور تمہارے پڑھنے پالنے کی محنتوں سے وہ کبھی نہیں تھکتی ایک دن کے لئے بھی نہیں چاہتی کہ بجائے اپنے کسی دوسرے کے سپرد تمہیں کردے، تمہارے اُستاد کی خدمت کرتی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک صرف اس لئے کرتی ہے تاکہ تمہاری تعلیم کی طرف پوری توجہ کریں

پس اب جب تم خود صاحب اولاد بن چکے ہو، چاہئے کہ ان بچوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرو جیسے تمہاری ماں نے تمہارے ساتھ کیا تھا، (دیکھو!) ایسا نہ ہو کہ تمہاری ماں تم سے بگڑ بیٹھے، نہ ہو کہ خدا کے سامنے ہاتھ اُٹھا کر تمہارے لئے وہ بد دعا کرے ماں کی بد دعا سُنی جاتی ہے اور قبول ہو جاتی ہے۔

(۲۶) نشے باز کے گھر میں قدم نہ رکھنا خواہ اس کی وجہ سے عزت اور بلندی ہی کی تمہیں توقع کیوں نہ ہو۔

(۲۷) شراب خانوں کے گرد بھی کبھی نہ پھٹکنا شراب خوری کے برے انجام سے بچنے کی یہی ایک صورت ہے، شرابی سے ایسی غلطیاں صادر ہوتی ہیں جن پر ہوش میں آنے کے بعد وہ خود پچھتاتا ہے شرابی لوگوں کی نگاہوں میں ہمیشہ ذلیل وخوار رہتا ہے خود اس کے ساتھی جو اس کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور اس کی برائیوں میں اس کے ساتھی اور شریک رہتے ہیں ان کی نظروں میں بھی اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔

(۲۸) دوسرے کے مال کا چرانے والا کیا نہیں ڈرتا کہ اللہ اسی وقت اُس کی جان کو چھین لے اور اس کے مال و منال کو تتر بتر کر دے اُس کے گھر بار کو اُجاڑ کر رکھدے

(۲۹) امیر آدمی جب کسی غریب کو ذلیل کرتا ہے تو (یاد رکھو کہ اس امیر کو) خدا بھی رسوا کرے گا اس دنیا میں بھی، اور آگ کا عذاب آخرت میں بھی اس کو چکھائے گا۔

(۳۰) بدکردار سے بچتے رہنا کیونکہ بدکردار آدمی بے وقوف بھی ہوتا ہے اور خدا اور عام لوگ دشمنی کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں۔

(۳۱) خدا کی پاکی بیان کرتا رہ اور شیطان سے الگ رہ۔

(۳۲) کاروبار یا جائداد وغیرہ میں جو تیرے شریک ہوں ان کو حساب و کتاب میں دھوکے نہ دیا کرو اگر ایسا کروگے، تو خدا تم سے غصہ ہو جائے گا اور لوگوں میں تمہاری بددیانتی، بے وفائی کی شہرت ہوگی۔

(۳۳) جو کچھ تمہارے دل میں ہو دھوکہ دینے کے لئے لوگوں کے سامنے اس کے برعکس اپنے آپ کو پیش نہ کیا کرو اپنے ظاہر کو باطن کے مطابق رکھنے کی کوشش کرو (یاد رکھو کہ جھوٹ بولنے والے مکار دھوکہ باز کو خدا غصہ اور غضب کی نظر سے دیکھتا ہے

(۳۴) حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہوا ایک حبہ حرام کے ہزار سے کہیں بہتر ہے

(۳۵) مال کی محبت میں سراسیمگی فضول ہے کیونکہ روزی تو بٹی ہوئی ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کا حصہ ہے۔

(۳۶) مال اندوزی ہی کو اپنا سب سے بڑا مقصود اور اپنی کوشش کا محور نہ بنا کیونکہ خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

(۳۷) ایسا امیر جو محتاج کو پیٹ بھر کھانا کھلاتا ہے خدا کو خوش کرتا ہے کیونکہ امیر کو خدا نے اپنی نعمتوں کا صرف امین بنایا ہے۔

(۳۸) غریب آدمی کو جو دیتا ہے وہ خدا کو دے رہا ہے۔

(۳۹) نیک آدمی اپنی آخرت (مرنے کے بعد کی زندگی) کو یاد کرتا رہتا ہے

(۴۰) بہشت ان ہی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو غریب آدمی کے لئے

قربانیاں کرتا ہے۔

(۴۱) ہر اس راستے سے دور رہنا، جو شیطان سے تم کو نزدیک کرتا ہو۔

(۴۲) جو باتیں ناجائز اور حرام ہیں ان کا ارادہ بھی نہ کیجیو کیونکہ دوسرے عالم میں اپنے حصے کو تم کھو دو گے۔

(۴۳) کامیابی اور سعادت واقبال صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی جسم کو پالتا رہے بلکہ حقیقی اقبال مندی یہ ہے کہ روح کو اس کی خوراک پہنچائی جائے۔

(۴۴) سرمایہ اکٹھا کرنے کی دھن میں نہ لگو، تم کیا جانتے ہو کہ انجام کن شکلوں میں تمہارے سامنے آنے والا ہے (یاد رکھو) کہ عن قریب اس سرمایہ کو چھوڑ کر تم چل دو گے اور دوسرے اس سے چھین کریں گے۔

(۴۵) بدکار لوگوں سے نہ بات چیت کرنی چاہیے اور نہ کسی قسم کا کوئی کاروبار

(۴۶) دیکھو! لوگوں کو فریب میں مبتلا نہ کیا کرو ورنہ تم کو بھی لوگ دھوکے دیں گے

(۴۷) گھر میں فحش اور بری باتیں زبان پر نہ لایا کرو! یاد رکھو کہ تمہارے گھر والے تمہاری پیروی کریں گے، غیبت یعنی پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو۔

(۴۸) اپنے ہمسائے کی عورت کو ارادۃً نہ گھورو، جو ایسا کرتا ہے وہ ایک قسم کا کھیڑیا ہے۔

(۴۹) کسی کو دکھ نہ دو، خواہ ساری دنیا ہی تمہیں کیوں نہ مل رہی ہو۔

(۵۰) غریب آدمی کو مالی مدد سے محروم نہ رکھو مرنے کے بعد اسی کی وجہ سے تم رحم کے مستحق ہوگے۔

بردی یا پاپیرس پودے کے گودے کے کاغذ کے ان قدیم مخطوطات سے

(۳۰) بدکردار سے بچتے رہنا کیونکہ بدکردار آدمی بے وقوف بھی ہوتا ہے اور خدا اور عام لوگ دشمنی کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں۔

(۳۱) خدا کی پاکی بیان کرتا رہ اور شیطان سے الگ رہ۔

(۳۲) کاروبار یا جائداد وغیرہ میں جو تیرے شریک ہوں ان کو حساب وکتاب میں دھوکے نہ دیا کرو اگر ایسا کروگے، تو خدا تم سے غصہ ہو جائے گا اور لوگوں میں تمہاری بددیانتی، بے وفائی کی شہرت ہوگی۔

(۳۳) جو کچھ تمہارے دل میں ہو دھوکہ دینے کے لئے لوگوں کے سامنے اس کے برعکس اپنے آپ کو پیش نہ کیا کرو اپنے ظاہر کو باطن کے مطابق رکھنے کی کوشش کرو (یاد رکھو کہ جھوٹ بولنے والے مکار دھوکہ باز کو خدا غصہ اور غضب کی نظر سے دیکھتا ہے

(۳۴) حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہوا ایک حبہ حرام کے ہزار سے کہیں بہتر ہے

(۳۵) مال کی محبت میں سراسیمگی فضول ہے کیونکہ روزی تو بٹی ہوئی ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کا حصہ ہے۔

(۳۶) مال اندوزی ہی کو اپنا سب سے بڑا مقصود اور اپنی کوشش کا محور نہ بنا کیونکہ خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

(۳۷) ایسا امیر جو محتاج کو پیٹ بھر کھانا کھلاتا ہے خدا کو خوش کرتا ہے کیونکہ امیر کو خدا نے اپنی نعمتوں کا صرف امین بنایا ہے۔

(۳۸) غریب آدمی کو جو دیتا ہے وہ خدا کو دے رہا ہے۔

(۳۹) نیک آدمی اپنی آخرت (مرنے کے بعد کی زندگی) کو یاد کرتا رہتا ہے

(۴۰) بہشت ان ہی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو غریب آدمی کے لئے

قربانیاں کرتا ہے۔

(۴۱) ہر اس راستے سے دور رہنا، جو شیطان سے تم کو نزدیک کرتا ہو۔

(۴۲) جو باتیں ناجائز اور حرام ہیں ان کا ارادہ بھی نہ کیجیو کیونکہ دوسرے عالم میں اپنے حصے کو تم کھو دو گے۔

(۴۳) کامیابی اور سعادت واقبال صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی جسم کو پالتا رہے بلکہ حقیقی اقبال مندی یہ ہے کہ روح کو اس کی خوراک پہنچائی جائے۔

(۴۴) سرمایہ اکٹھا کرنے کی دھن میں نہ لگو، تم کیا جانتے ہو کہ انجام کن شکلوں میں تمہارے سامنے آنے والا ہے (یاد رکھو) کہ عنقریب اس سرمایہ کو چھوڑ کر تم چل دوگے اور دوسرے اس سے چین کریں گے۔

(۴۵) بدکار لوگوں سے نہ بات چیت کرنی چاہیئے اور نہ کسی قسم کا کوئی کاروبار

(۴۶) دیکھو! لوگوں کو فریب میں مبتلا نہ کیا کرو ورنہ تم کو بھی لوگ دھوکے دیں گے

(۴۷) گھر میں فحش اور بری باتیں زبان پر نہ لایا کرو! یاد رکھو کہ تمہارے گھر والے تمہاری پیروی کریں گے، غیبت یعنی پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو۔

(۴۸) اپنے ہمسائے کی عورت کا ارادۃً نہ کھو دو، جو ایسا کرتا ہے وہ ایک قسم کا بھیڑیا ہے۔

(۴۹) کسی کو دکھ نہ دو، خواہ ساری دنیا ہی تمہیں کیوں نہ مل رہی ہو۔

(۵۰) غریب آدمی کو مالی مدد سے محروم نہ رکھو مرنے کے بعد اسی کی وجہ سے تم رحم کے مستحق ہوگے۔

بردی یا پاپیرس پودے کے گودے کے کاغذ کے ان قدیم مخطوطات سے

صرف پچاس فقروں کا انتخاب ترجمہ کے لئے میں نے کیا، کوشش کی گئی ہے کہ سادہ لفظوں میں ہر فقرے کا لفظی ترجمہ پیش کر دیا جائے النظرن زکری نے ہر اس موقعہ پر جہاں آپ کو "خدا" کا لفظ میرے ترجمے میں ملے گا" اللہ" کا لفظ استعمال کیا ہے جہاں تک مرا خیال ہے "اللہ" کا یہ لفظ کسی "قدیم مصری" لفظ کا ترجمہ ہے جس کا مفہوم وہی ہے جو عربی زبان کے لفظ "اللہ" سے سمجھا جاتا ہے۔[1]

کچھ بھی ہو یہ پچاس فقرے ہیں جن کی تاریخ آج سے پانچ ہزار سے سات ہزار برس تک پہنچتی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ گہری بات سوچنے کی یہ ہے کہ خدا اور خدا کی نازل کی

---

[1] النظرن زکری نے دیانۃ المصر میں یعنی مصریوں کے مذہب کے نام سے اسی کتاب میں ایک مستقل باب لکھا ہے جس میں انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ قدیم مخطوطات جو مقبروں اور پرانے شہر کے کھنڈروں سے آج کل برآمد ہو رہے ہیں ان سے روز بروز یہ یقین پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جاتا ہے کہ ابتداءً مصر والوں کا مذہب توحیدی تھا وہ مرنے کے بعد دوسری زندگی کے بھی قائل تھے جنت و دوزخ کو بھی مانتے تھے لیکن بعد کو جیسے جیسے فرعونی تمدن کا زور بڑھا خالق کائنات کے مختلف اسماء وصفات کو استقلالی وجود عطا کیا گیا جس سے مصری ثالوث یعنی تین خداؤں والا عقیدہ پیدا ہوا یعنی امون وموت وخونسو یہ بجنسہ وہی بات ہے جو ہندوستان کی توحید میں بھی بالآخر رہا۔ وشنو۔ شیو نے تثلیث کا قالب اختیار کر لیا تھا ان ہی کا بیان ہے کہ علاوہ اس کے مصری اپنے آباد اجداد کی روحوں کو بھی پوجنے لگے ان کے ایک دیوتا کا نام اتوم بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اسی کا تلفظ اتم بھی ملتا ہے اور یہ آدم کے لفظ کی ایک صورت ہے ہندوستان میں بھی آتما اور مہاآتما کے الفاظ اسی مصری لفظ اتوم یا اتم سے ملتے جلتے ہیں کیا تعجب ہے کہ ان کی اصل بھی آدم ہی ہو دکا ت سے بدل جانا پرانی زبانوں کا عام دستور ہے کہ دونو قریب المخرج حروف ہیں انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ خالق عالم کے متعلق مصریوں میں رع کا لفظ بھی مستعمل تھا جو شاید راعی (رکھوالا) کی ایک شکل ہو راتے یعنی بادشاہ اب بھی ہندوستان میں مروج ہے دوسرا نام امون ہے جس کے معنے "نادیدہ" بیان کیا ہے ایک اور لفظ "نوتر" بھی مصریوں میں ملتا ہے جس سے مراد اللہ لیتے تھے ۱۲

ہوئی کتابوں، نیکی اور بدی، مرنے کے بعد ان کے نتائج کا ظہور بہ شکل بہشت و دوزخ اور وہ ساری باتیں جن کا ذکر ان نقروں میں کیا گیا ہے ان کے تذکرے میں جو بے ساختہ پن پایا جاتا ہے اور بیان میں ایسا لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے کہ گویا سننے والے موروثی طور پر ان باتوں کو مانتے چلے آرہے ہیں ہر ایک کی جانی بوجھی باتیں ہیں اس حیثیت سے اگر غور کیا جائے اور سوچا جائے کہ کتنی طویل تربیت کے بعد عوام میں اس قسم کی ذہنیت پیدا ہوسکتی ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ ان مصری عقائد کے متعلق ماننا پڑے گا کہ ان کی عمر مذکورہ بالا مدت سے کہیں زیادہ طویل ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے یہ سوال اٹھا کر یعنی

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ	کیا بات کو وہ سوچتے نہیں یا اُن کے پاس کوئی
مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ	ایسی بات آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادوں
(المومنون)	کے پاس نہیں آئی تھی ۔

جواب میں کبھی اس راز کا افشا کرتا ہے مثلاً فرمایا گیا ہے

لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ	ہم ان کے لئے بات کو جوڑتے چلے آئے تاکہ
يَتَذَكَّرُونَ (القصص)	وہ چونکتے رہیں ۔

اسی بنیاد پر قرآنی تعلیمات کو بجائے کسی "جدید نظام حیات" کے بار بار دہرا دہرا کر کبھی

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ	یقیناً یہی بغیر کسی شک و شبہ کے پچھلی کتابوں
(الاعلیٰ)	میں بھی ہے ۔

کبھی

وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ	اور یقیناً وہ (یعنی قرآن) قطعاً پہلوں کی کتابوں
	میں تھا ۔

لہ ای کا رسولا بعد رسول عام مفسرین کی کتابوں میں اس آیت کا یہ مطلب آپ کو مل جائے گا ۱۲

وغیرہ الفاظ سے اسی حقیقت کو وہ ذہن نشین کرنا چاہتا ہے کہ یہ نسل انسانی کی زندگی کا پرانا اور قدیم ترین دستور ہے یہی آئین حیات تھا جو نوحؑ کو بھی عطا ہوا تھا اور ابراہیمؑ کو بھی موسیٰؑ کو بھی اور عیسیٰؑ کو بھی بلکہ سارے "النبیون" کو اب پڑھتے قرآن میں آپ کو یہ چیز ملتی چلی جائے گی سورۃ الانعام میں اس نے پیغمبروں کی طویل فہرست دے کر اور یہ بتاتے ہوئے کہ اس فہرست میں جن لوگوں کا نام لیا گیا ہے وہ ہوں یا جو ان سے پہلے گذرے یا ان کے بعد آئے۔ ان میں نسلی تعلق ہو، یا نبوت و رسالت کی اخوت کا رشتہ ہو، الغرض سارے جہاں کے پیغمبروں کو خدا کی طرف سے جو راہ نمائی اور ہدایت عطا ہوئی تھی اسی کی طرف اشارہ کر کے خود صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے

أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ — یہی وہ لوگ ہیں جن کی خدا نے راہ نمائی کی ہیں
فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام) — چاہئے کہ ان ہی کی راہ نمائیوں کی تم بھی پیروی کرو

ظاہر ہے جس امت کے پیغمبر ہی سے یہ مطالبہ کیا گیا ہو وہی امت اس کے سوا اور کیا سمجھ سکتی ہے اور یہی اس کو سمجھایا بھی گیا ہے کہ قرآن کی شکل میں جس دین کا دستور اس کو عطا کیا گیا ہے یہ کوئی نیا دین اور جدید مذہب یا انوکھا دھرم نہیں ہے بلکہ وہی قدیم موروثی دین ہے جس کی تعلیم جو آدم کی اولاد کو زمین کے اس کرے پر آباد ہونے کے ساتھ ہی مسلسل ملتی رہی ہے اسی طرح ملتی رہی ہے جیسے ہوا، پانی، روشنی وغیرہ جیسی چیزیں ان تقاضوں کی تکمیل کے لئے قدرت ہی کی طرف سے مہیا کی گئی تھیں جن کا دوسری جاندار ہستیوں کے ساتھ انسان بھی محتاج تھا مشہور قرآنی آیت

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ — قطعاً وہ الدین یعنی آئینی زندگی، جو اللہ کے

(آل عمران) حضور سے ملا وہ "الاسلام" ہے

اس میں بھی قطعاً کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ پہلے آدمی کے جینے کا دستور خدا کے حضور سے کسی اور شکل میں ملا تھا اور اب بجائے اس کے کوئی نیا دین الاسلام کے نام سے لوگوں کو دیا جارہا ہے بلکہ صاف اور واضح مطلب اس کا یہی ہے اور یہی ہونا بھی چاہیے کہ "الاسلام" ہی وہ دین ہے جو خدا کے حضور سے عطا کیا گیا اور اسی دین کی پابندی کا مطالبہ ہر زمانے میں ان لوگوں سے کیا گیا جو انسان بن کر دنیا میں آتے۔

المسلم یا عام ہندی محاورے کے رد سے مسلمان آدم کی اولاد کے ان ہی افراد کا نام ہے جنہوں نے اپنے اسی موروثی، قدیم دین "الاسلام" کے پا لینے میں کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح ہر وہ شخص جو اس زمین پر آدمی بن کر پیدا ہونے کے باوجود اس "قدرتی آئین" کے مطابق زندگی بسر کرنے سے بھڑک رہا ہے یقین ہے کہ در حقیقت اپنے آباء و اجداد کے صحیح دین اور دھرم سے وہ بھڑک رہا ہے، اور یہ عجیب بات ہے کہ بھڑکنے کی وجہ اپنے نزدیک یہی ٹھہراتے ہوتے ہے کہ اسلام کو قبول کر کے اپنے باپ دادوں کے قدیم دین یا دھرم سے وہ دور ہو جاتے گا۔ یا للعجب[1]۔

آخر مصر ہی کے باشندوں کو دیکھئے ہزارہا سال کے پرانے دقائق کے جو چند نقرے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں ان کا پڑھنے والا اس کے سوا اور کیا سمجھ سکتا ہے

---

[1] خدا جانے سمجھنے والوں نے یہ کیسے سمجھ لیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جن عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہو گئے یا مسلمان ہونے والے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت و احترام کو دل سے نکال بیٹھے ہیں قرآن دنیا کے مذاہب اور مذاہب کے داعیوں سے بجائے تکذیب کے جب تصدیق کا تعلق رکھتا ہے تو اس قسم کے بے معنی وسوسوں کو بجز نادانی اور نافہمی کے اور کیا سمجھا جائے۔ ۱۲

کہ مصر والے آج سے ہزار ہا سال پیشتر بجنسہ ان ہی باتوں کو مانتے تھے جن کی قرآن تعلیم دے رہا ہے نہ صرف اصولی اور اساسی چیزیں جن کا مبدء اور معاد یا بالفاظ دیگر خدا اور آخرت، وحی، نیکی و بدی کے قوانین سے تعلق ہے بلکہ ایسی باتیں مثلاً مسکرات (نشہ پیدا کرنے والی چیزیں) آپ دیکھ رہے ہیں کہ مصر کے اہل علم و فضل اپنی قوم کو ان کے استعمال سے کیا ٹھیک اسی لب و لہجہ میں روک رہے تھے، جس طرز و انداز میں آج مسلمانوں کے مولوی اور صوفی یا علماء مشائخ ان کو منع کرتے ہیں عورتوں کے متعلق یورپ کی تہذیب جدید نے تو یہ پھیلانا شروع کیا ہے کہ پیدا ہی کی گئی ہیں وہ اس لئے کہ مرد کو جس حد تک ان کو گھورنے کا موقع مل سکتا ہو محرم اور غیر محرم کی تمیز کئے بغیر ان کو گھورتا ہی چلا جائے۔ انسانیت کی تکمیل ہی اس پر موقوف ہے کہ مردوں کا کوئی مجمع، ان کی کوئی مجلس وجود انسانی کے اس نازک ترین حصے کی جلوہ آرائیوں سے خالی نہ ہو، مگر مصر کے عہد قدیم میں مغرب کی تہذیب جدید کے اسی کامل انسان کو آپ دیکھ چکے کہ بجائے آدمی کے بھیڑیا ٹھیرایا جاتا تھا۔

بہر حال بردی کے یہ کاغذات اتفاقاً مل گئے ہیں اور ان میں سے بھی صرف چند ضروری فقروں کا میں نے ترجمہ کیا ہے، ورنہ مصریوں کے قدیم دین کے سارے وثائق اگر مل جاتے تو کون کہہ سکتا ہے کہ قرآنی تعلیمات کے جزئیات تک ان میں نہیں مل سکتے تھے بلکہ جو کچھ مل چکا ہے میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں بھی صراحۃً نہ سہی اشارۃً بہت سی چیزیں کم از کم مجھے ایسی دکھائی دیتی ہیں کہ نسل انسانی کے دین کی تازہ ترین قرآنی شکل میں اور مصر کے اس قدیم ترین دین میں فرق کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے میرا تو خیال ہے جن پچاس فقروں کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اگر شروع ہی میں ان کے متعلق